سوال

(435) رہن بعض علماء کے نزدیک

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک شخص کے پاس پچاس بیگھ زمین ہم کو رہن دخلی دے دو اس کی مالگذاری بھی ہم ادا کریں گے اور زمین آباد کریں گے جس سے امید ہے کہ سینکڑوں من غلہ پیدا ہوا اور نفع ہوا اور یہ بھی احتمال ہوا کہ پیداوار کم ہو مالگذاری میں اور آبادی میں جو خرچ ہوا ہے اس سے بھی کم پیدا ہوا اور نقصان ہو اس طرح روپیہ دے کر زمین رہن رکھنا جائز ہے یا نہیں ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاۃ والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

صورت مرقومہ میں رہن اراضی بعض علماء کے نزدیک جائز ہے ان میں سے مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم بھی ہیں اور اصل قیاس ہے اس حدیث پر جس میں ذکر ہے کہ جو شخص گھوڑا یا گائے رہن رکھے وہ نفع کے بدلے میں دودھ اور سواری کا فائدہ لے سکتا ہے ، اللہ اعلم (اہلحدیث امرتسر ۱۳ ، ۲۸ اپریل ۱۹۳۳ء سـمہ)

شرفیہ :-

دلیل مجوز عام کی عام نہیں خاص ہے عام کو یا غیر مخصوص کو مخصوص پر قیاس کیا گیا ہے اور یہ بھی ایک قائدہ ہے کی جو حکم خلاف قیاس ہو وہ مورولص پر منحصر رہتا ہے اس لئے وہ خلاف قیاس ہے اور بحکم باری تعالیٰ

لَاتَأْكُلُوٓاأَمْوَٰلَكُم بَيْنَكُم بِٱلْبَٰطِلِ ۲۹ سورۃ النساء وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دمائکم واموالکم واعراضکم علیکم حرام الحدیث متفق علیہ ، (مشکوۃ ص ۲۳۳ ج ٦)

اصل اموال میں حرمت قطعی ہے جب اصل اموال میں حرامت ہے تو جب تک صحیح دلیل سے حلت کی تصریح نہ ہو قیاس سے خصوصاً جو حکم خلاف قیاس ہو کسی مال کے قیاس سے حلت ثابت نہ ہوگی اور دلیل مجوزا نتفاع کی جو تمام اشیائے مرہونہ سے انتفاع کو جائز بتاتا ہے یہ ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ والہ سلم الظهر یرکب بنفقتہ اذا کان موہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرہونا وعلی الذی یرکب ویشرب النفقۃ رواہ البخاری ، (مشکوۃ ص ٦۵۰ ج ۱) اور بنفقتہ میں باربدل اور عوض کی ہے کہا : یدل علیہ اثر الذی رواہ البخاری فی ترجمۃ الباب قال باب الهن مرکوب ومحلوب وقال المغیرۃ عن ابراہیم ترکب الضالۃ بقدر علفها تحلب بقدر علفها والهن مثلہ انتی ، (ص ٦۴۱ ج ۱) ہطبوعہ مجتبائی دہلی

امام بخاری نے حدیث کا معنی یہ بتایا ہے کہ سواری مرکوب کی اور شراب لبن محلوب بقدر اجرت سواری وقیمت دودھ ہے اس سے زاید حرام ہے جیسے کہ اول مذکورہ سے اصل حرمت ثابت ہے اورچونکہ دونوں چیزیں ہی خلاف قیاس مخصوص ہیں لہذاان پر کسی چیز کو قیاس کرنا جائز نہیں اور ویسے بھی یہ قیاس مع الفاروق ہے اس لئے کہ جانور مرہون بلاغذا ہلاک ہوجائے گا ،بخلاف زمین وغیرہ کے بلکہ زمین بلاجوتنے کے اور عمدہ ہوجائے گی اگرزمین جوتی بوٹی نہ جائے تو بنجر ہوکر کلر ہوجانے کا خطرہ یقینی ہے جیساکہ زراعت کرنے والوں پر مخفی نہیں اگرراہن مرتہن سے ۱۰ ، ۲۰سال تک بھی زمین واپس نہ لے سکااور مرتہن نے اس کو یوں ہی پڑے رہنے دیا تووہ یقیناً خراب ہوسکتی ہے لہذااوراشیاء کا اس پر قیاس مع الفاروق ہے جو باطل ہے اگراراضی کوان پر قیاس بھی کیا جائے توپھر بقدر نفقہ لیا جائے گا پس انتفاع اراضی مرہونہ باطل ہوَااوراراضی مرہونہ کے بارے میں توکنزالعمال میں احادیث بھی وارد ہیں ان میں اس امر کی یعنی حساب بقدر نفقہ کی تشریح ہے گوان میں کچھ کلام بھی ہے مگرہیں اولہ قطعیہ کے موافق ملاحظہ ہوفتاوی نذیریہ وَإِن تُبتُم فَلَكُم رُءوسُ أَموٰلِكُم (پ۳ع٦) سے قطی طورپرثابت ہے کہ قرض کو مرتہن ہویا غیر مرتہن راس المال سے زاید ایک پسہ وجھہ بھی لینا حرام ہے ریا ہے اس کی تصریح ایک حدیث اوراثر سے بھی وارد ہے ،

عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ والہ سلم قال اذاقرض فلایا خذہدیۃ رواہ البخاری فی تاریخہ وعن ابی موسی قال قدمت المدینۃ ملقیت عبداللہ بن سلام فقال لی انک بارض فیھا الریا فاش فاذاکان لک علی رجل حق ناہدي الیک حمل تبن ارحمل قت فلاتاخذنانہ ربا رواہ البخاری فی صحیحہ فی المناقب فی ترجمۃ عبداللہ بن سلام رص ۵۳۸ ج امطبوعہ مجتبائی دہلی

اورحدیث لایغلق الرہن الخ میں واقعی محدثین نے اختلاف کیا ہے مگراس سے یہ لازم نہیں آتاکہ جس حدیث میں محدثین اختلاف کریں ، وہ قطعاً غلط ہویہ جب ہے کہ ایک راجح اور بالکل صحیح ہودوسری بالکل مرحوح غیر صحیح ورنہ بعض نے توصحیحین کی بعض رواتیوں میں بھی اختلاف کیا ہے اعتراض کیا ہے مگران کا اعتراض یااختلاف غلط ثابت ہوَااورحدیث محبوث یہ کی بعض محدثین ابن عبدالبراور عبدالحق نے متصل سند سے تصحیح کی ہے اور حافظ صاحب نے صرف وار قطنی اور بیہقی کی روایت کوکہا ہے کلہااي کل طرقہا ضعیفۃ اوراسانید کونہیں کہا ، یہ مجیب کو مغالطہ ہواہے باقی رہامدرج ہونے کا اعتراض تواس کا جواب یہ ہے کہ اورراج کا علم چارطریق سے ہوتا ہے یدرک الادراج بورودروایۃ مفصلۃ للقدرالمدرج ھمانیہ اوبالتنصیص علی ذلک من الراوی اومن بعض الائۃ المطلعین اوباستحالۃ کون النبی صلی اللہ علیہ والہ سلم یقول ذلک کذانی شرح نخبۃ الفکر۲۳

اوریہاں تیسری صورت ہوسکتی ہے جسکی بنا جہاد پر ہے جو قطعی نہیں اوررواۃ کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ لفظ مرفوع ہے یا موقوف مدرج پس ادراج کی تقدیم ترجیح بلا مرجحے اور اصل حدیث مرفوع میں رفع ہی ہوتا ہے جب تک کہ عدم رفع صحیح دلیل سے صراحہ ثابت نہ ہوجو یہاں ہے نہیں اورپھر یہاں روایت نہ بھی ہوتی تب بھی حدیث صحیح بخاری کا ہی مطلب حرمت کا تھا اس روایت سے اس کی شرح و تفصیل وتصریح تھی اوربس اصل مطلب خود حدیث بخاری کتاب اللہ ہی سے ثابت ہے بتاییے لایغلق الرہن الخ کا معنی علیہ غرمہ کے سوااورہوہی کیا سکتا ہے کہ جب وہ مال راہن کا ہے توپھر نفع ونقصان کا وہی مالک ذمہ دار ہے اوریہ کتنا لغوقول ہے کہ اتصال والا بھی ارسال کی نفی کرتا ہے اورارسال والاارسال کا اثبات پھر تو محدثین کا یہ اصول بیان کرنا ہی غلط ہوجاتا ہے جس سے معاذاللہ ان کی امر سے ناواقعی کی طرف اشارہ ہے یہ خبط الحواشی ہے اوردار قطنی پر تعارض کا اعتراض بھی صحیح نہیں ان کی سندیں کئی ہیں بعض کو متصل بتایا بعض کو ضعیف اور حاکم یا ترمذی کت متسائل ہونے سے یہ لازم نہیں آتا بلکہ ان ہر یقفصحیح غلط ہوہاں جب کوئی محدث با قاعدہ اس پر جرح کرے تووہ قابل قبول ہے اورابوداوَدکی اپنی کتاب میں ارسال کو ترجیح دینے سے یہ لازم نہیں آتاکہ اورکتب میں بھی ارسال ہی ہواور مختار الصحاح میں ہے ،

ربا المشئ زادوایضافیہ اربیت اذاخذت مما اعطیت انتی

پس وہ ذیادتی بلامعاوضہ ہی ہوگی اگر غیروعلیہ غرمہ کو نظر انداز کیا جائے تو بتائیے گائے ، بھینس ، یاگھوڑی مرہونہ مرتہن کے پاس بچے دیں تووہ کن کے اوراگروہ خودہی مرجائیں تو نقصان کس کا زاذہم دتدبر

(ابوسعید شرف الدین دھلوی)

فائدہ مرھون :۔

چیز مرہون سے فائدہ لینا مرتہن کو جائز نہیں کیونکہ یہ سود ہے اور مسلمان بھائی کا مال حرام وجہ سے کھانا ہے ،

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ٢٩ سورة النساء...

الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسِّ ٢٧٥ سورة البقرة وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم ان دمائکم واموالکم واعرضکم حرام علیکم کحرمۃ یومکم ہذا وبلدکم ہذا وشہرکم ہذا متفق علیہ

اگر مرتہن کھیتی کرے یا مکان کرایہ پر دیوے یا حیوان کو کھلائے تو جو کچھ خرچ کرے اس کی آمدنی سے اتنا لے لے اور باقی اس کے پاس امانت ہے یہ تو رہن کے قرض میں شمار کرے جب اسکا قرض پورا ہو جائے تو مرہون کو واپس کرے یہ وہ باقی فائدہ رہن کو دے دیوے اس کا مرتہن کو جائز نہیں اس واسطے وہ حرام اور سود ہے صحیح بخاری میں ہے ،

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم الظہر یرکب بنفقتہ اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہ اذا کان مرہونا وعلی الذي یرکب ویشرب النفقۃ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جتنا خرچ کرے اسی قدر سواری کرے اور دودھ پیئے اس حدیث کے ہی سنے صحیح بخاری میں ہیں ،

قال المغیرہ عن ابراہیم ترکب الضالۃ بقدر علفها وتحلب بقدر علفها والرہن مثلہا ور مجمع البحار میں ہے الظہر یرکب بنفقتہ اي الدابۃ والظاہر ان المرہون لا یعطل منافعہ ینتفع بها بالنفقۃ کمذہب احمد واسحٰق قالا ینتفع بحلب ورکوب دون غیرہما بقدر النفقۃ واجیب فلا یمنع الرہن الراہن من الانتفاع بالرہون ولا یسقط عنہ الانفاق انتہی

اور فاتح الباری میں بھی اسی طرح ہے بتفصیل تام مطوں کے دیکھنے والے متقی پرہیزگار کو اس سے خوب شفاء ہو جاتی ہے اور صحیح بخاری میں ہے ،

عن سعید بن ابی بردۃ عن ابیہ قال اتیت المدینۃ فلقیت عبداللہ بن سلام فقال الا تجئ فاطعمک سویقا وتمرا فدخل فی بیت ثم قال انک بارض الربا بہا فاش اذا کان لک علی رجل حق فاہدي الیک حمل تبن او حمل خیر او حمل قت فلا تاخذہ فانہ ربا انتہی ، (جا ص ۵۳۸) اور ابن ماجہ میں ہے عن یحی بن ابی اسحٰق الہنائی قال سالتا انسا الرجل منا یقرض اخاہ المال فیھدي لہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم اذا قرض احدکم قرضا فاہدي لہ او حملہ علی الدابۃ فلا یرکبہا ولا یقبلہ الا ان یکون جري بینہ وبینہ قبل ذلک۔

ان سب سے معلوم ہوا کہ جو کچھ خرچ کرنے کے بعد بچے وہ راہن کو دے دیوے یا اس کے قرض میں حساب کرے خواہ مکان مرہون ہو یا زمین یا باغ یا حیوان اگر راہن خود خرچ کرے تو مرتہن کو کوئی چیز یعنی جائز نہیں نہ دودھ پینا نہ سواری کرنا نہ مکان کے کرایہ کی آمدنی سے لینا اور نہ زمین کی زراعت اور باغ کے پھل سے لینا جائز ہے اس واسطے کے یہ حرام ہے اور سود ہے واللہ اعلم ، (عبدالرحمن عفی عنہ مدرس مدرسہ حاجی علی جان مرحوم دہلی)

(۲۳ جمادی الثانی ۳۹ء سمہ)

تعاقب :۔

انتفاع بالمرہون کے بارے میں جمہور علماء ہر شئے مرہون میں حرمت کے قائل ہیں اور بعض علماء ظہر اور لبن الدیس جواز انتفاع اور اس کے اسوا میں مثل جمہور علماء حرمت کے قائل ہیں ۔ فتح الباری میں ہے ۔

مع قول احمد واسحٰق وطائفۃ قالوا ینتفع المرتہن من الرہن بالرکوب والحلب بقدر النفقۃ ولا ینفقع بغیرہما انتہی ، (۶۸ ج ۶)

سبل اسلام میں ہے ذہب احمد واسحٰق الی العمل بظاہر الحدیث وخصوا ذلک بالرکوب والدر فقالوا ینتفع بہما بقدر قیمۃ النفقۃ ولا یقاس فیرہما علیہا انتہی۔

غرض ماسوائے ظہر دلہن الدر میں سب علماء حرمت کے قائل ہیں اور خاص ارض مرہوز کے بارے میں وو حدیثیں بھی آچکی ہیں جن کا احصل یہ ہے کہ بعد وضع خرچ اخراجات کے باقی بچے وہ قرضہ میں محسوب ہونا چاہیے۔

یہ مانا کہ ہر دو حدیث اعلی لبقہ کی نہیں ہیں اولی کی ہیں لیکن بعض علماء کے قول سے توان کی حثییت کم نہیں ہے پس اہلحدیث ۶ مارچ ۱۹۳۵ء ـــــہ کے جواب نمبر ۱۰ا میں میرے خیال میں دوااندیشی اور غور سے کام نہیں لیا گیا جو ربوا جیسے نازک معاملے میں ایسا کھلم کھلا فتوی جواز کا دے دیا گیا ہے۔

اراضی مرہونہ کا نفع

گذارش ہے کہ اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۰ مارچ ۳۵ء ـــــہ کے صحفہ نمبر ۰ ا کالم نمبر ا سوال نمبر ۱۰ا نظر سے گذار جو کہ اراضی مرہونہ سے نفع اٹھانے کے متعلق تھا آپ نے اس کے جواب میں فرمایا ہے کہ "زمین کی مالگذاری اگر مرتہن کے ذمے ہے توزمین کی پیداوار حاصل کر سکتا ہے"

اس پر مولوی محمد یوسف صاحب ساکن زیرہ فیروزپور نے عدم جواز کا تعاقب فرمایا ہے جو اخبار یکم مئی ۲۵ء ـــــہ نمبر ۰ ا پر درج ہے میں اس کے متعلق تین اکابر علمائے کرام کا فتوی پش کرتا ہوں امید ہے کہ آپ اس سے بھی شائع فرمائیں گے، مولانا مولوی محمد حسین صاحب مرحوم فرماتے ہیں اراضی مرہونہ سے مرتہن کو نفع اٹھانا جائز نہیں بلکہ اس سے نفع لینا راہن اس وقت نفع اٹھا سکتا ہے جب کہ وہ تمامالگذاری ادا کرے اور راہن اجازت دے مجزا عن النفقہ علی للہون بموجب حدیث الظہر ہر کب (الحدیث) گھوڑا وغیرہ جانور افر گرد ہوں توان کی خوراک کے عوض مرتہن ان پر سوار ہو سکتا ہے اور دودھ پی سکتا ہے یہ دونوں روایتیں مشکوۃ ہیں،

(ابو سعید محمد حسین)، (مولانا محمد صاحب دھلوی)

(مولانا اب طاہر بھادی مدرسہ احمدیہ ارہ رحال مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ان حضرات کی دلیل بھی یہی حدیث ہے مولوی صاحب کے الفاظ یہ ہیں اگر اراضی مرہونہ پر کل اخراجات مرتہن خود کرے اور راہن کے ذمے حالت رہن میں کوئی خرچ نہ ہو تو اغلب مرتہن کو نفع بعوض اپنے نفقہ کے جائز ہو گا جمہور کا مذہب اس کے خلاف ہے مولوی ابو طاہر کے مختصر الفاظ ہیں یہ ہیں :

کلام فی الا نتفاع بالارض امرہونۃ اذا کان المئون علیہ من نفقۃ وغیرہا مماتد عوالیہ الحاجۃ الخ

(محمد امین ازامرت ممر کٹڑہ بہائی)

مولوی محمد امین صاحب نامہ نگار ہذا نے یہ تینوں فتوے قلمی مجھے دکھائے ہیں واقعی ان تینوں صاحبوں کے دستخطی ہیں، (۲۲ مئی ۲۵ء ـــــہ)

فتوی بابت انتقاع ازمرہونہ

جناب مولانا صاحب مہربانی کر کے بغرض فائدہ عام فتوی ہذا شائع فرمادیں

(عین الدین دلب پوری)

شئے مرہون کے ساتھ نفع لینے میں اجازت راہن کو کچھ دخل نہیں بلکہ سود ہے مگر چند اشیاء مرہونہ سے نفع لینا جائز ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم الظہر یرکب بنفقۃ اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقۃ اذا کان مرہونا رواہ البخاري

وغیرہ اس حدیث میں سبب نفقہ کے مرتہن کو اشیاء مرہونہ سے فائدہ درست کہا گیا ہے ان اشیائے مرہونہ کے ساتھ اور بھی بقیاس لاحق ہو سکتی ہی بعلت نفقہ اور کسب بھی مثل نفقہ ہے اگر زمین رہن رکھ کر خود آباد کی اپنے نفقہ وکسب میں جواز نکلتا ہے

قال اشوکانی فی النیل فتکون الفوائد المنصوص علیہا فی الحدیث للمرتہن ویلحق غیرہا من الفوائد بہا بالقیاس لعدم الفارق والکسب من جملتہا فلا وجہ للفرق بینہ وبینہا فتکون کلہا للمرتہن والمؤن وعلیہ من نفقۃ وغیرہا مماتدعو بہ الحاجۃ المرتہن انتہی

اور اگر علت نفقہ وکسب اپنانہ ہو توشئے مرہوں سے فائدہ لینا سود ہونا جائز ہی لگان ومالگذاری مرتہن اداکے نہ راہن، واللہ اعلم وعلم. حورہ

(احمد سلمہ الصمد مدرس مدرسہ حاجی علی جان دھلی)

حضرت شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ پرتاب گڈھی ثم الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ یکے از مشاہیر کا پر اہلحدیث ہند کثر اللہ سولوہم

وقال فی الفتح وفیہ حجۃ لمن قال یجوز للمرتہن الانتفاع بالرہن اذا قام بمصلحتہ ولم لم یاذن المالک

ہاں اگر مرتہن لگان اور ماگذاری اس زمین پر ادانہ کرے تو البتہ سود ہو گا۔

حیریرہ طاہر البہاري عفی عنہ الباري المدرس الاول فی المدرسۃ احمدیۃ الکائنۃ فی البدۃ ارہ (۲۴ محرم الحرام ۳۹ء سمہ)

مرتہن کو اشیائے مرہونہ سے فائدہ اٹھانا لاریب جائز اور درست ہے

اخبار اہلحدیث مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۱۸ء سمہ میں کسی صاحب سے طرف سے یہ مضمون نکلاہے کہ اشیائے مرہونہ کت ساتھ مرتہن کو فائدہ اٹھانا درست ہے یا نہیں ؟ جواباً گذارش ہے کہ جائز ودرست ہے ،

اخرج البخاري بلفظ الظہر یرکب بنفقتہ اذا کان مرہونا ولبن الدریشرب بنفقۃ واخرجہ ابن ماتۃ عن ابی ہریرۃ مرہونا وابوداؤد عنہ لبن ادلدر یحلب بنفقتۃ اذا کان مرہونا والظہر یرکب بنفقتۃ اذا کان مرہانا وعلی الذي یحلب ویرکب النفقۃ قال ابوداؤد وہو عندنا صحیح انتہی واخرج الترمذي عنہ مرفوعا الظہر یرکب اذا کان مرہانا ولبن الدریشرب اذا کان مرہونا وعلی الذي یرکب ویشرب نفقتۃ قال الترمذي ہذا احدیث حسن صحیح واخراج الحاکم والدارقطنی من حدیث ابی ہریرۃ مرفوعاً الرہن مرکوب ومحلوب ۔

خلاصہ ان تمام روایات کا یہ ہے کہ اشیاء مرہونا سے فائدہ اٹھانا جائز ہے مگر بعض عالم یرکب ویشرب کا فاعل راہن کو بتاتے ہیں اور بعض مرتہن کو فریق ثانی کا قول حق ہے اس لئے کے بعض روایات میں لفظ مرتہن آچکا ہے چناچہ وہ روایت ہے ،

حدثنا احمد بن داؤد حدثنا اسمٰعیل بن ابراہیم المصائع حدثنا ہشیم عن زکریا عن اشبی عن ابی ہریرۃ مرفوعاً اذا کانت الدارتۃ مرہونۃ نعلی امرتہن علفہا ولبن الدریشرب وعلی الذي یشرب نفقتہا

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مرتہن یرکب ویشرب کا فاعل ہے باقی جو احادیث میں مرتہن کو اشیاء مرہونا کے ساتھ اور کسی قسم کی شرط جو جر منفعت میں ہو اس سے روکا گیا ہے جیسا کہ صاحب سبل السلام وغیرہ نے کہا ہے صاحب اعلام الموقین نے اس بحث کو بسط کے ساتھ لکھا ہے ،

(عبدالستار گلانوری، نزیل دہلی)، (۸ذی قعدہ ۱۳۳۶ء سنہ)

کیا اشیائے مرہونہ سے مرتہن کو نفع لینا جائز ہے

اس مضمون پر اہلحدیث میں علماء نے خامہ فرسائی کی ہے مولوی عبدالستار صاحب و مولوی عبدالجبار صاحب جواز کے قائل ہیں اور مولوی عبدالوہاب صاحب عدم جواز کے قائل ہیں ناچیز کچھ تفصیل سے دونوں حضرات کے دلائل بیان کرکے اپنا خیال ظاہر کرتا ہے مولوی عبدالوہاب صاحب یا وہ حضرت جو عدم جواز کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ روایت ہے لایغلق الرہن من راہنہ لہ غنمہ وعلیہ غرصہ ابن حبان

مولوی عبدالجبار صاحب کا یہ فرمانا کہ روایت ایسی کتابوں کی ہے جن میں سب قسم کی حدیثیں ضعیف، موضوع، مقلوب، منطقع، مرسل بھری ہوئی ہے میرے خیال میں یہ الفاظ مناسب نہیں کیونکہ وہ علاوہ صحیحین، سنن اربع میں بھی ضعیف، مقلوب، منقطع، مرسل سے لازم آتا ہے سکہ سنن اربع کی روایت ناقابل قبول ہیں اہل بن سے لازمی ہے کہ وہ کسی طبقہ کی کتاب کیوں نہ ہو سب کی روایات پر غور کریں ان کی روایت دیکھیں علمائے محدثین کے کلام پر غور کریں کہ انہوں نے کیا خیال فرمایا ہے بہت ممکن ہے کہ ایسی کتابوں میں صحیح روایات اکثر موجود ہوں اور جب کہ حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ علامہ ابن جوزی، حافظ ذہبی ایسے حضرات سے اکثر ایسی موضوع اور ضعیف روایتوں کی تخریج فرمادی ہے اس لئے ان کی کتب سے ایسی کتابوں،

(ہے ا۔ حضرت العلام مولانا عبدالوہاب صاحب آروی کا مضمون بہ سرخی اشیا کے مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز نہیں بلکہ سود ہے ۳ ستمبر ۱۹۱۸ء سنہ صفحہ نمبر ۵ اخبار اہلحدیث امرتسر میں ہے اس کا جواب حضرت العلام مولانا عبدالجبار صاحب کنڈیلوی کے قلم سے یہ سرخی "اشیاء مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز ہے سود نہیں" ۱۱ اکتوبر ۱۹۱۸ء سنہ کے اہلحدیث نمبر ۹ پر شائع ہوا ہے پھر اس کا جواب مولانا آروی صاحب نے ۶ دسمبر ۱۸ء سنہ کے اہلحدیث نمبر ۷ پر شائع کردیا ہے فریقین کے مضامین نہایت قیمتی معلومات سے پر ہیں ان ہی کی طرف جناب مولانا خالد صاحب بھوپالی نے اشارہ فرمایا ہے افسوس کہ فتاوی کی محدود ضمانت کے پیش نظر ہم ان علمی مقالات کو مکمل طور پر شائع نہ کرسکے شائقین مذکورہ بالا پرچہ جات میں ان تفصیلی مقامات کو ملاحظہ فرماسکتے ہیں، (مولف))

کے رواۃ کے حالات معلوم ہوسکتے ہیں حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حدیث متذکرہ بالا کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ :۔

لایغلق الرہن من راہنہ لہ غنمہ وعلیہ غرمہ واہ ابن حبان فی صحیحہ الدار قطنی رااالحکم والبیہقی من طریق زباد بن سعد عن ازہري عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ مرفوعاًلایغلق الرہن لہ غنمہ وعلیہ غرمہ واخرجہ ابن ماجۃ من طریق اسحاق بن راشد عن الزہري عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرۃ مرفوعاواخرجہ الحاکم من طرق الزہري موصولہ ایضاوروا ہ الادیزاعی ویونس وابن ابی ذئب عن الزہري عن سعید مرسلاوراواہ المشافعی عن ابن ابی فدیک وابن ابی شیعبۃ عن وکیع وعبدالرزاق عن المشوري کلہم من ابن ابی ذئب کذلک ولفظہ لایغلق الرہن من صاحبہ الذي رہنہ لہ غنمہ وعلیہ غرمہ قال اشافعی غنمہ بزیادۃ دینہ دغرمہ ہلاکہ وصحح ابوداوَدالبزاروالدار قطنی وابن المقطان ارسالہ ولہ طرق فی الدار قطنی والبیہقی کلہاضیفۃ وصحح ابن عبدالبر دعبدالحق وصلہ، (تلخیص الجبیر نمبر ۶۴۲)

حافظ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بحوالہ ابن خرم ایک روایت اور نقل فرمائی ہے جو یہ ہے

وروي ابن خرم من طریق تاسم بن اصبغ نا محمد بن ابراہیم نایحی بن ابی طالب الانطاکی وغیرہ من اہل الثقۃ نانصر بن عاصم الانطاکی ناشہابۃ عن ورقاء عن ابی ذئب عن الذہري عن سعید بن المسیب وابی یمنۃ بن عبدالحمن عن ابی ہریرۃ قال قال رسول صلی اللہ علیہ والہ سلم لایغلق الرہن الخ قال ابن خرم ہذااستاد حسن قلت اخرجہ الدار قطنی من طریق عبداللہ بن نصر الاصم الانطاکی عن شہابۃ بہ وصحہا عبدالحق وعبداللہ بن عاصم تصحیف وانما ہو عبد بن نصر الاصم سقط عبداللہ وصرف الاصم المعاصم، (تلخیص الجبیر نمبر ۶۴۲)

غرض اس روایت کا مدار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ پر ہے اور کسی صحابی سے روایت معلوم نہیں ہوتی اور اس پر محدثین کا اتفاق ہے کہ اس کے اکثر طرق ضعیف ہیں اور

ساتھ ہی مرسل بھی ہے البتہ اگر اور طریقوں سے بصحت مروی ہوتی اور اس کے خلاف کوئی اصح روایت نہ ہوتی تو ضرور قابل عمل ہو سکتی تھی لیکن اس کے مخالف صحیح روایت موجود ہے

عن ابی ہریرة عن النبی صلی اللہ علیہ والہ سلم انہ کان یقول الظہر یرکب بنفقتہٖ اذا کان مرہونا ولبن الدر یشرب بنفقتہٖ اذا کان مرہونا وعلی الذي یرکب ویضرب النفقة

(نیل الاوطار ص ۱۰۲ بحوالہ ترمذي ابن ماجہ ابوداوَد)

پہلا مذہب امام ابو حنفیہ ، امام شافعی رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے اور دوسرا مذہب امام احمد رضی اللہ تعالی عنہ کا ہے امام احمد کے موافق ایک اور حدیث بھی ہے ،

اذا کان الدابة مرہونة فعلی المرتہن علفہا ولبن الدر یشرب وعلی الذي یشرب نفقتہٖ رواہ احمد

اس روایت کے متعلق علامہ شوکانی فرماتے ہیں :

الحدیث لہ الفاظ منہا ماذکرہ المصنف رمنہا بلفظ الرہن مرکوب ومحلوب رواہ الدار قطني والحکم وصحیحہ من طریق الاعمش عن صالح عن ابی ہریرة رضی اللہ تعالی عنہ مرفوعاً قال الحاکم لم یخرجاہ لان سفیان وغیرہ وقفوا علی الاعش وقد ذکر الدار قطنی الاختلاف فیہ علی الاعش وغیرہ درجح الموقوف وبہ خرم الترمذي وقال ابن ابی حاتم قال ابی رفعہ یعنی ابا معاویة مرة ثم ترک الرفع بعد ورجح ا بیہقی ایضا الواقف رنیل الاوطار ص ۱۰۳)

غرض اس پر اتفاق ہے کہ جس میں لفظ مرتہن کی ذیادتی ہے وہ روایت موقوف ہے مرفوع نہیں علامہ شوکانی نے اس قول کی تائید میں ایک حوالہ حماد بن سلمہ کی روایت کا اور دیا ہے

ویویدہ ماوقع عنہ حماد بن سلمة فی جامعہ اذا ارتہن شاة شرب المرتہن من لبنہا بقدر علفہا فان استفضل من اللبن بعد ثمن العلف فہو ربا نفیہ دلیل علی انہ یجوز للمرتہن الانتفاع بالرہن رنیل الاوطار نمبر ۱۰۲)

لیکن اس روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرتہن بقدر مصارف نفع اٹھا سکتا ہے مگر یہ روایت حافظ ابن حجر علیہ الرحمۃ وعلامہ شوکانی رحمۃ اللہ نے استشہاداپش کی ہے اور اس میں کہیں نفظ مرفوعاًنہیں قطع نظر اس کے علامہ ذہبی رحمۃ اللہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ حماد بن سلمہ سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ احترام کیا ہے اور امام مسلم نے بطور شواہد ان کی روایت لی ہے حافظ صاحب علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے کہ : ۔

ترکب الضالة بقدر علفہا تحلب وتحلب بقدر علفہا وہذہ الاثر وصلہ سعید بن منصور عن ہثیم عن مغیرة نہ

"یعنی جیسا کہ امام بخاری نے فرمایا! وقال مغیرہ عن ابراہیم النخعی "تو مغیرہ تک سعید بن منصور نے وصل کیا ہے اور اسی روایت کی حماد بن سلمہ نے توضیح کی ہے ،

حافظ صاحب علیہ الرحمۃ اس حدیث مرفوع الظہر یرکب کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں ،

وفیہ حجة لمن قال یجوز للمرتہن الانتفاع بالرہن اذا قام بمصلحتہٖ ولو لم یاذن بہ المالک وہو قول احمد واسحاق وطائفة قالوا ینفع المرتہن من الرہن بالرکوب والحلب بقدر النفقة ولا تنتفع بغیرہما للفہوم

(فتح الباري نمبر ۱۰۱)

اس پر اعتراض ہوتا ہے کہ شارع علیہ السلام نے کسی صحیح روایت میں انتفاع کو محدود نہیں فرمایا اور نہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے علاوہ سواری دودھ کے جانوروں کے انتفاع کو ناجائز قرار دیا ہو بلکہ یہ حکم عام ہے اور مرتہن کو اختیار رہے کہ وہ جس قدر چاہیئے اس سے نفع اٹھائے اور ہر شئے مرہونہ سے وہ متمتع ہو سکتا ہے علامہ وقت شاہ ولی اللہ صاحب

رحمۃاللہ نے اس مسئلہ پر نئی روشنی ڈالی ہے فرماتے ہیں :۔

میرے نزدیک ان دونوں حدیثون میں اختلاف نہیں ہے اوراس کا سبب یہ ہے کہ پہلی حدیث میں حکم عام ہے مگر جس وقت راہن کوشئے مرہونہ کت تلف یا ہلاک کا خوف ہواور مرتہن اس کا خرچ اٹھائے تو ایسی صورت میں لوگ جس قدر انصاف کردیں اس لئے سے مرتہن نفع اٹھا سکتا ہے گو حضرت شاہ صاحبنے دونوں روایتوں میں تطبیق دینے کی کوشش فرمائی ہے مگر پھر بھی اغراض متذکرہ بالا کا جواب نہیں ہوسکتا چناچہ علامہ ابن قیم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :۔

امثال الرابع والسبعون وردالسنۃالثابتہ الصحیحۃ بجواز رکوب المرتہن الدرابۃ امرہونۃ وشربۃ لبنھا بنفقۃ علیھا کماروي البخاري فی صحیحہ ثنا محمد بن مقاتل انا عبداللہ انا زکویا عن الشعبی عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ سلم الرہن یرکب بنفقۃ اذاکان مرہونا ولبن الدریشرب بنفقۃ ولہذاا لحکم من احسن الاحکام واعدلھا ولاا صلح للراہن منہ وماعداہ نفائدتہ ظاہر فان الراہن قدیغیب و تیعدر علی المرتہن مطالبتہ بالنفقۃ التی تحفظ الرہن ویشق الرہن ویشق علیہ او یتعذر رفعہ الی الحاکم واثبات الرہن واثبات غیبۃ الراہن واثبات ان قدر نفقۃ علیہ ہی قدر حلبہ ورکوبہ وطلبہ منہ الحاکم لہ بذلک وفی ہذامن العسر والجہد والمشقۃ ما نیافی الحنیفۃ المسحۃ فشرع الشارع الحکیم اقیم بمصالح العباد للمرتہن ان یشرب لبن الرہن ویرکب ظہرہ وعلیہ نفقۃ وہذا محض القیاس وہو یخرج علی اصلین احدہما انہ اذانفق علی الرہن صارت النفقۃ دینا علی الراہن لانہ واجب الاداء علیہ و یتعر علیہ الاشہاد علی ذلک کل وقت واستیذان الحاکم فجوزلہ الشارع استیفاء دینہ من ظہر الرہن ودرہ راعلام الموقعین نمبر ۱۰ ج ۲)

علامہ موصوف نے اس بحث کو نہایت وضاحت سے تحریر فرمادیا، تحریر بالا سے تین مذاہب معلوم ہوتے ہیں ایک مذہب امام ابوحنفیہ رحمۃاللہ وغیرہ کا کہ انتفاع ناجائز ہے، ایک مذہب امام احمد رحمۃاللہ وغیرہ کا کہ شئے مرہونہ پر جتنا خرچ کیا ہو اسی قدر انتفاع جائز ہے تیسرا مذہب جو ظاہر حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ انتفاع شئے مرہونہ سے جائز ہے اور اس میں یہ شرط فضول ہے کہ جس قدر خرچ کرے اتنا ہی لے کیونکہ انتفاع کے معنی نطع حاصل کرنا ہے جب مرتہن نے اس پر صرف کیا تو اول تو اس کو اس کا حساب کتاب کرنا دشوار ہے دوسرے وہ اس کی حفاظت بھی کے گا تیسرے اگر وہ اسی قدر شئے مرہونہ سے وصول کرے جس قدر اس نے صرف کیا ہے تو یہ انتفاع کہاں ہوا یہ خواہ مخواہ کی دوسری ہے پس بقول امام ابن القیم وحضرت سید اسمٰعیل امیریمانی وغیرہ علیہم الرحمۃ شئے مرہونہ سے نفع اٹھانا جائز ہے اور جب ان دو کا ثبوت برواقت صحیح ثابت ہے تو اور چیزوں کا بھی اس پر قیاس کرلینا چاہیے ناچیز کی تحقیق اس مسئلہ میں یہ ہے اور علماء اس پر روشنی ڈالیں گے ممکن ہے کہ انشاء اللہ مفصل اس مسئلہ پر لکھنے کی مجھے ضرورت ہو۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد 2 ص 409

محدث فتویٰ